ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.8 No.2 2024

اسلم راہی کے تاریخی ناولوں کے مردانہ کردار: ایک نفسیاتی تجزیہ

Male Characters in Aslam Rahi's Historical Novels: A Psycho Analysis

۱۔ساجد خان پی۔ایچ ڈی اسکالر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

۲۔ڈاکٹر محمد رحمان، اسسٹنت پروفیسر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

1.Sajed Khan, Research Scholar PhD Department of Urdu Hazara University Mansehra
2.Dr. Muhammad Rahman, Assistant Professor Department of Urdu Hazara University Mansehra

Abstract

It is said that there is no field of life where there is no need for psychology. There are many writers in Urdu literature who have created more experiences in the field of Urdu literature by portraying different psychological characters in their writings. In the present era, Aslam Rahi has also emerged as an important novelist. He has greatly increased the value of Urdu literature by writing many historical and romantic novels. He has not only increased it but many features are also found in his novels. For example, if his historical novel is studied in depth, then on the one hand, he has tried his best to keep Islamic history alive. On the other hand, the characters he has portrayed in his novels are well managed in all sense. I have tried to bring the psychological study of male characters found in his novels. In the present article, some male chracters of the novels of Aslam Rahi has been discussed.These Novels includes "Ertugrul Ghazi", "Sindh Ka Soorma", "Nasiruddin Mahmood", "Haydar Ali", "Sultan Ruknuddin Baybars", "Tariq bin Ziyad", "Alauddin Khwarazm Shah" and "Sikander-e-Aazam" as well.

Key Words:

Aslam Rahi, person, psychological studies, Ups and downs, flow of time, expansion, historical and romantic novels, "Ertugrul Ghazi", "Sindh Ka Soorma", "Nasiruddin Mahmood", "Haydar Ali", Dr. Syed Atta Raheem, "Al-Farooq", "Al-Ghazali", "Al-Mamoon", "Aurangzeb Alamgeer par aik Nazar", "Sultan Ruknuddin Baybars", "Tariq bin Ziyad", "Alauddin Khwarazm Shah", "Sikander-e-Aazam".

جس طرح روزمرہ زندگی میں انسان کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کی اہمیت اور ضرورت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔اس طرح اانسانی زندگی میں نفسیاتی مطالعے کی اہمیت اور ضرورت روز اول سے ہے۔وقت کے ساتھ انسانی زندگی میں بھی اتار چڑھاو اور نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔اس طرح نفسیات کا عمل بھی وقت کے دھارے کے ساتھ زندگی کے ہر شعبے میں بڑھتا چلا جارہا ہے۔تہذیب و تمدن، بودوباش، معاش، معاشرت، نظام حکومت، کھیل کود، امن، جنگ وغیرہ عرض یہ کہ زندگی کا ایسا شعبہ نہیں جہاں نفسیات کی گزر نہ ہو۔ادب جو انسانی زندگی کا عکاس ہے اور اس کا عکاس ہر دور کے ادب میں دکھائی دیتا ہے۔اس لیے ادب میں بھی نفسیات کو بڑا دخل ہے۔چونکہ اردو ادب بھی وسعت کا حامل ہے اور اس میں بہت سے اصناف سخن و نثر موجود ہیں۔اس کا دامن بھی نفسیات سے خالی نہیں ہے۔

اردو ادب میں بہت سے شاعر و نثر نگار ایسے ہیں جنہوں نے مختلف نفسیاتی کیفیات کو اپنی تحریروں میں شامل کر کے ادب کے دامن میں وسعت پیدا کر دی ہے۔ موجودہ دور میں اسلم راہی بھی ایک اہم ناول نگار کے طور پر ابھرے ہیں۔ اگر ان کے تاریخی ناولوں کا عمیق مطالعہ کیا جائے، تو ایک طرف تو انہوں نے اسلامی تاریخ کو زندہ جاوید رکھنے کی حتی الواسع کوشش کی ہے اور دوسری طرف انہوں نے جو کردار اپنے ناولوں میں پیش کیے ہیں ان کی مختلف نفسیات کو بھی منظرِ عام پر لانے کی بھی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اردو ادب کے قارئین کو مختلف نفسیاتی کیفیات سے آگاہ کرنے اور انہیں مختلف مردانہ و زنانہ نفسیات سے واقفیت دلانے کی بھی کوشش کی ہے۔ ذیل میں ان کی تاریخی ناولوں میں شامل مختلف مردانہ کرداروں کے نفسیات کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

خود اعتمادی

خود اعتمادی ایک اہم نفسیاتی پہلو ہے جو ہر انسان کی امتیازی کیفیت ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ بعض میں زیادہ اور بعض میں یہ کم ہوتی ہے۔ بلکہ بعض میں یہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ جس انسان میں بھی خود اعتمادی زیادہ ہوتی ہے وہ اتنا ہی معاشرے میں اعلیٰ وارفع مقام حاصل کرتا ہے اور یوں کامیاب رہتا ہے، بلکہ خود اعتمادی کی وجہ سے ہی سوسائٹی اور معاشرے میں بادشاہ بن جاتا ہے۔ مثلاً اگر ہم جانوروں میں شیر کے کردار پر نظر ڈالیں تو وہ اپنی خود اعتمادی ہی کی وجہ سے جنگل میں بادشاہ تصور کیا جاتا ہے۔ اگر چہ جسامت کے لحاظ سے دیکھیں تو جنگل میں دوسرے جانور زرافہ، ہاتھی، بھینس وغیرہ ان سے موٹے اور طاقتور دکھائی دیتے ہیں لیکن اگر خود اعتمادی کی وجہ سے شیر دوسرے جانوروں کے مقابلے میں کافی حد تک کامیاب رہتا ہے۔ اس لیے جب شیر ہاتھی پر حملہ آور ہوتا ہے تو شیر کے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ میں اسے زیر کروں گا اور اسے اپنی غذا بنالوں گا۔ دوسری طرف زرافے اور ہاتھی میں خود اعتمادی شیر کے مقابلے میں بہت کم ہاتی ہے۔ اس لیے ان کے ذہن میں یہ بات آجاتی ہے کہ شیر کا حملہ میرے لیے باعث نقصان ثابت ہو سکتا ہے۔ پس اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود اعتمادی سے انسان ہو یا جانور اپنے ملک یا اپنے ہی معاشرے کا بادشاہ یا طاقتور، سرخرو اور کامران ثابت ہو سکتا ہے۔

ہمارا دین اسلام بھی ہمیں خود اعتمادی اور رجائیت کا درس دیتا ہے قرآن مجید میں خود اعتمادی کے سلسلے میں بہت سے مقامات پر ارشادات موجود ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے

"اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید نہ ہونا"(1)

اس طرح بہت سے مقولات میں یہ بات شامل ہے۔ ایک اور طرح امام رازی کا کہنا ہے

"من عرف نفسہ فمن عرف ربہ"

ترجمہ: جس نے اپنے آپ کو پہچانا گویا کہ اس نے اللہ تعالی کو پہچانا۔(2)

دین اسلام کے علاوہ دنیا کے تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ خود اعتمادی اور امید کا درس ضرور ملتا ہے۔ اردو ادب میں بھی تقریباً ہر چھوٹے بڑے نثر نگار اور شاعر کے ہاں یہ درس ضرور ملتا ہے۔ مثلاً علامہ اقبال نے خود اعتمادی کے کے لیے اپنی شاعری میں خودی کا لفظ استعمال کیا ہے اور خودی کے حوالے سے ان کی باقاعدہ طور پر دو کتابیں "اسرار خودی" اور "رموز بے خودی" موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کلیات میں بھی خودی کے حوالے سے بہت سے اشارے ملتے ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے (3)

خدائے لم یزل کا دست قدرت تو زبان تو ہے

یقین پیدا کر اے غافل! کہ مغلوب گمان تو ہے (4)

اسلم راہی کی تاریخی ناولوں کے کرداروں میں بھی خود اعتمادی کے جوہر جا بجا ملتے ہیں۔ ان کے ہاں یہ نفسیاتی پہلو دوسرے ادیبوں کے مانند بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کے تاریخی ناولوں میں جو کردار ہوتے ہیں وہ خود اعتماد ہوتے ہیں اور اپنے آپ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس لیے وہ ہر جگہ کامران اور کامیاب نظر آتے ہیں۔ خود اعتمادی کے حوالے سے ان کی مشہور تاریخی ناول "ارطغرل غازی" سے اقتباس ملاحظہ ہو۔

"بابا آپ فکر مند نہ ہو وہ ہمارے حکمران نہیں ہیں چھاتی تان کر بات کریں گے۔ اس کے علاوہ اپنا دفاع کرنے کے لیے بھی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ قائی کے یہ الفاظ سن کر سلیمان شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی، تھوڑی دیر تک بڑے پیار سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا" (5)

خود اعتمادی کی یہ مضامین مختلف روپ میں مختلف مقامات پر ملتے ہیں۔ مثلاً اگر ان کا کوئی کردار جنگ میں ہو یا دشمن سے بات کرنی ہو تو اس صورت حال میں وہ اس نفسیاتی پہلو کو بڑی عمدگی کے ساتھ اپنی ناولوں میں سمو کر قارئین اور سامعین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال ملاحظہ فرمائیں۔

"سب سے پہلے کام کی ابتدا ارطغرل نے کی اس نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی پھر اپنے دھاڑتی آواز میں نعرہ بلند کیا "لا تحزن ان اللہ معنا" (غم نہ کرو اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے) یہ نعرہ مرنے کے بعد اپنے حصے کی لشکر کو ارطغرل نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر وہ طرابزن کے لشکر پر بربادی کا زہر گھولتے لمحوں کے ابال وقت کے سنگین خلقوں میں تشنگی کی موت کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔" (6)

اگر اسلم راہی کے تاریخی ناولوں کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انہوں نے جتنے بھی کرداروں کو تاریخی ناولوں میں پیش کیا ان میں خود اعتمادی کا مادہ بہت زیادہ موجود ہوتا ہے۔ ان کی ناولوں میں جگہ جگہ یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ ان کا ہر ایک کردار اپنے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے تن تنہا اپنے دشمن کو زیر کرنے کی ہمت و حوصلہ رکھتا ہے وہ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے حالات سے نہیں گھبراتا بلکہ وہ دشمن کو زیر کرنے کے لیے سینہ تان کر میدان میں اترتا ہے۔ اس حوالے سے اسلم راہی کی تاریخی ناول "سندھ کا سورما" سے اقتباس ملاحظہ ہو۔

"کیا تم بختائی کا ایمان سلامت رکھنے کی خاطر گروسو کو اپنے سامنے ضرور زیر کرو گے۔ اس پر عمیر بن نصر کہنے لگا چونکہ بختائی اسلام قبول کر چکی ہے۔ لہٰذا وہ مسلم معاشرے کی ایک اکائی ہے میں ہر طرح سے اس کی حفاظت کروں گا اگر گروسو سے میرے مقابلہ جیتنے پر بختائی کی اس سے جان چھوٹ سکتی ہے تو سن بر قائی میں، اس کا مقابلہ ضرور کروں گا" (7)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اسلم راہی نے اپنی تاریخی ناولوں میں جتنے بھی کردار پیش کیے ہیں وہ خود اعتمادی کے اعلیٰ نمونے ہیں کیونکہ ان کے تقریباً بیشتر کردار ایسے ہیں جن میں بے باک اور نڈر ہونے کا مادہ موجود ہے۔ وہ اپنے آپ پر اعتماد کرتے ہیں۔ جب وہ دشمن کے محو گفتگو ہوتے ہیں تو ان کی زبان میں لکنت آجاتی ہے اور نہ ہی ان سے ڈر کر بات کرتے ہیں بلکہ سینہ تان کر اور اونچی آواز میں گفتگو کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ کردار غریب، مسکین اور خانہ بدوش ہی کیوں نہ ہو۔ اس حوالے سے ان کی تاریخی ناول "نصیر الدین محمود" سے مثال ملاحظہ ہو۔

"میں نہیں جانتا تمہارا نام کیا ہے۔ کس حیثیت سے میرے ساتھ گفتگو کر رہے ہو کیونکہ تم نے مجھے مخاطب کیا ہے لہذا تمہارے طرز تخاطب کا جواب مجھ پر واجب ہے۔ میرے عزیز و من سن، تو جو یوں اپنے راجہ کے دربار میں میرے سامنے اٹھ کر بولا ہے تو یہ اس بات کی غمازی ہے کہ تیرا ایک اعلیٰ و ارفع مقام ہو گا پر سن ہم گداگر اور بھیک مانگنے والے لوگ نہیں خانہ بدوش ضرور ہیں پر محنت و مشقت سے روزی کماتے ہیں۔"(8)

اسلم راہی کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے خود اعتمادی جیسے نفسیاتی پہلو کو بہت فنکارانہ انداز میں سمو کر قارئین کے سامنے پیش کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔ ایک طرف تو تاریخی ناول تحریر کرتے ہیں تو دوسری طرف وہ اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ جتنے بھی کرداروں کو اپنی ناولوں میں پیش کریں وہ خود اعتمادی میں اپنی مثال آپ ہوں۔ اس حوالے سے وہ یوں لکھتے ہیں۔

"اورنگزیب عالمگیر میں تحمل اور بردباری عروج پر تھی۔ خود اعتمادی، علم، قوت ارادی اس کے ہاں عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ یہی وہ خصائص تھے جنہیں اس نے اپنایا۔ علم سے اس کے عشق کا یہ عالم تھا کہ موت کے دن تک اور شدید علالت کے باوجود مطالعہ میں مصروف رہا۔"(9)

اسلم راہی کی تاریخی ناولوں کا جب غور سے مطالعہ کیا جائے تو اس سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ وہ ایک اعلیٰ صلاحیت کے نفسیات دان ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی ناولوں میں نہایت مشکل نفسیات کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک کامیاب ادیب وہی ہوتا ہے جو انسان کی اعلیٰ و ارفع نفسیات سے مکمل آگاہی رکھتا ہے۔

بہادری

ذہانت کو مختلف آزمائشوں کے ذریعے جانچا جاتا ہے ان آزمائشوں میں علم کے مطابق اندازہ لگایا جاتا ہے۔ چونکہ بہادری اور دلیری کا تعلق زیادہ تر ذہانت پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لیے جو لوگ ذہین ہوتے ہیں۔ بہادری اور دلیری کے اوصاف ان میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوتے ہیں۔ بہادری خداداد عطیہ ہے یہ عطیہ بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ یہ ایک اس نفسیاتی پہلو ہے جس کی وجہ سے عام انسانوں بلکہ غلاموں نے شہنشاہی کے رازوں کو اپنایا ہے اور ان عام انسانوں اور غلاموں نے لوگوں کو محکوم بنا کر حکومت اور اقتدار کو سنبھال کر حکمرانی کی ہے۔ عام الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ بہادری اور جری ہونے کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ لوگ ہمیشہ اور ہر جگہ کامیاب ہوتے ہیں اور جو لوگ بزدل ہوتے ہیں اور بہادری کی ان میں نام تک کوئی نشان نہیں رہتی اور جو میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں وہ ہمیشہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ ایک شعری مثال ملاحظہ ہو۔

ہوئے احرارِ ملت جادہ پیما کس تجمل سے

تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کی زندانی(10)

ہمارا مذہب اسلام بھی ہمیں بہادری اور جری ہونے کا درس دیتا ہے۔ اسلام نے ان لوگوں کو کامیاب قرار دیا ہے جو میدان جنگ میں ثابت قدم ہو کر اور ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جابجا یہ درس اسلام میں بھی ملتا ہے کہ دشمنوں کو اپنی پشت نہ دکھاؤ یعنی کہ ان کے ساتھ مقابلے میں ثابت قدمی، مردانگی اور بہادری کا مظاہرہ کرو۔ جو لوگ دلیری کی بجائے خوف اور گھبراہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ ذہنی پریشانیوں اور الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سید عطا رحیم تعارف نفسیات میں یوں لکھتے ہیں۔

"خوف یا گھبراہٹ کی وجہ سے ہم چیزوں پر حسب خواہش توجہ نہیں دیتے ہیں۔ اس لیے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ امتحان میں طالب علم کی گھبراہٹ اس کی مثال ہے۔"(11)

اردو ادب میں بھی اس نفسیاتی پہلو کو بڑی اہمیت کا حامل قرار دیا گیا ہے کیونکہ بہادری اور جرآت کو بڑی آب و تاب کے ساتھ تقریباً ہر ادیب نے اپنی تخلیق میں برتنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ مثلاً تاریخی ناول اس کی عظیم مثال ہیں۔ زیادہ تر تاریخی ناولوں میں اسلاف کے کارناموں کو پیش کیا ہے اور ان کے بہادری کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح سوانح عمریوں میں بھی ماضی کی سنہری یاد اور اسلاف کے کارنامے یاد دلا کر مصنفین نے حتی الوسع کوشش کی ہے۔ اس کی زندہ مثال مولانا شبلی نعمانی کی تقریباً تمام سوانح عمریاں (الفاروق، الغزالیؒ، سیرت النبی ﷺ، المامونؒ اور اورنگزیب عالمگیر پر ایک نظر) شامل ہیں۔ اس طرح شاعری کی میدان میں بھی دلیری اور بہادری پر بڑے فنکارانہ اور واضح انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اردو شاعری میں بہت سے اشعار ایسے ہیں جو بہادری اور جرآت کے موضوع پر مبنی ہیں۔ علامہ اقبال کی شاعری اس کی اہم مثال ہے۔ انہوں نے اپنی کلیات میں قدم قدم پر نوجوان مسلمانان کو اس طرف راغب کرنے کی خوب عکاسی کی ہے اور انہیں اسلاف کے عظیم کارنامے اور اس کی بہادری کو پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ مثال کے طور پر علامہ اقبال کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن(12)
مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا زورِ حیدر، فقرِ بوزر، صدقِ سلمانی(13)

اسلم راہی کے تاریخی دونوں ناولوں میں بہادری اور جرآت کے پہلو کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ انہوں نے اس نفسیاتی پہلو کو متقدمین کی طرح بڑے خوبصورتی اور فن کارانہ طریقے سے استعمال کیا ہے۔ اکثر تاریخی ناولوں میں انہوں نے اس نفسیاتی پہلو کو قارئین اور سامعین کی توجہ کا نقطہ مرکز بنا دیا ہے۔ اس حوالے سے مثال ملاحظہ ہو۔

"تخت نشین ہونے کے بعد نصیر الدین محمود نے اپنے باپ سلطان شمس الدین کی جگہ قصر سفید میں پہلا اجلاس طلب کیا نصیر الدین محمود فرمان روا کی بہادری شجاعت، عبادت ریاضت اور سخاوت میں اپنی مثال آپ تھا۔"(14)

انہوں نے اپنے ناولوں میں اپنے اسلاف کے کارنامے اور ان کی بہادری کو ایسے پیرائے میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ قاری پڑھ کر یا سامع سن کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ اس حوالے سے ان کی تاریخی ناول "حیدر علی" سے ایک اقتباس ملاحظہ ہوں۔

> "آخر یہ مرض اتنا زیادہ بڑھ گیا کہ سلطان پر غش کے دورے پڑنے لگے۔ لاکھ کوشش اور علاج کے باوجود اسی حالت میں ہندوستان کے مسلمانوں کا غم خوار، نڈر، بہادر اور ناقابل شکست اپنا لوہا منوانے والا، جس کے نام سے دشمن دہل جاتا، حیران و پریشان سا ہو جاتا، رات کی نیندیں اور دن کا سکون غارت ہو جاتا، چھپنے کے لیے جگہ کی تلاش میں رہتا، ہندوستانی اور انگریز دشمن دونوں ہی آئے دن سر گرداں رہتے تھے۔ حیدر علی کی بہادری، بے باکی، دلیری، شجاعت اور پھرتی کو دیکھتے ہوئے دشمن انگشتِ بدنداں ہو جاتے تھے۔"(15)

اسلم راہی نے اپنی ناولوں میں جرآت اور بہادری کے نفسیاتی پہلو کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے اپنے ناولوں میں ایسے کرداروں کو پیش کیا ہے جو بہادری اور دلیری کی وجہ سے اپنی مثال آپ تھے اور ناممکن کو ممکن بنا دیتے تھے۔ اس حوالے سے "سلطان رکن الدین بیبرس" سے اقتباس ملاحظہ ہوں۔

> "انطاکیہ شہر پر حملہ اچانک بھی تھا زوردار اور جرآت مندانہ بھی تھا۔ انطاکیہ کے لوگوں کا خیال تھا کہ ایک تو انطاکیہ شہر کی فصیل بہت بلند ہے، نہ قابل تسخیر ہے۔ اس کے علاوہ باہر والی فصیل کے اندر ایک اور فصیل بھی تھی جس نے شہر کے استحکام کو پائیدار بنا رکھا تھا لیکن دوسری طرف حملہ آور ہونے والا بھی سلطان بے برس تھا جو ناممکن کو ممکن کا ہنر اور صناعی جانتا تھا۔ اپنا پہلا ہی حملہ سلطان نے ایسے زوردار انداز سے کیا کہ اس نے انطاکیہ کے شہر کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔"(16)

اسی طرح اسلم راہی کا کمال یہ ہے کہ ان کے اکثر کردار تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ عظیم سپہ سالار اور ماہر حرب ہونے کے ساتھ ساتھ بہادری اور جرآت میں بھی بے مثال ہوتے ہیں۔ وہ جہاں جاتے ہیں جس میدان میں بھی لڑتے ہیں، فن سپہ گری میں وہ کمال کے مالک ہوتے ہیں اور اتنی جرآت اور بہادری سے لڑتے ہیں کہ دشمن ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جرآت اور بہادری کے حوالے سے اسلم راہی کی تاریخی ناول "طارق بن زیاد" سے اقتباس ملاحظہ ہوں۔

> "اے میرے بزرگوں ہمارے امیر طارق بن زیاد امیر لشکر کے بربر ہے۔ انہوں نے اپنی تعلیم و تربیت افریقہ کے والی موسی بن نصیر کے زیر نگرانی کی، جو ایک ماہر حرب اور عظیم سپہ سالار ہیں۔ طارق نے موسی بن نصیر کی زیر نگرانی میں بہت جلد فن سپہ گری میں شہرت حاصل کی اور اس کی بہادری اور عسکری چالوں کے تذکرے ہونے لگے۔"(17)

اسلم راہی نے اپنی تاریخی ناولوں میں اپنی کرداروں کی ایسی مردانگی دکھائی ہیں کہ شاید ہی وہ دوسرے ناول نگار کے ہاں دیکھنے کو ملے۔ کیونکہ ان کے بیشتر کردار جرآت، دلیری، بہادری اور مردانگی کا نمونہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دشمن کے قبضے میں ہوتے ہوئے بھی اس طرح دلیری اور جرآت مندی دکھاتے ہیں کہ دشمن ان کی باتوں کو سن کر اور دلیری کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اور اپنے ہوش و حواس کھو جاتا ہے۔ اس حوالے سے ان کی تاریخی ناول "نصر الدین محمود" سے اقتباس ملاحظہ ہو۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

"لہذااگر تمہیں اپنی تیغ زنی اپنی جرآت مندی اور اپنی دلیری پر کسی قسم کا شک وشبہ ہے تو تمہارا یہ چوب دار جو مجھے لے کر آیا ہے۔اس سے کہو کہ جس وقت یہ مجھے اپنے ساتھ لے کر آیا میری تلوار، میری ڈھال، میری کمان، میرا تیر کش جو اس وقت میرے پاس تھا وہ لے کر آئے پھر میں آپ کو اپنا رنگ دکھاتا ہوں۔"(18)

نفسیات انسانی فعلیتوں کی تشریح میں مفروضات اور نظریات سے بحث کرتی ہیں۔کسی فرضیہ یا نظریہ کا حقائق سے صحیح ثابت ہو جانا اور تجربات کی کسوٹی پر پورا اترنا اسے اصول بنا دیتا ہے۔اسی اصول کو بروئے کار لا کر اسلم راہی نے اپنی مختلف ناولوں میں مختلف نفسیات پر بحث کی ہے جو ان کی فکری عروج کی زندہ مثال ہے۔اپنے ناول "علاؤالدین خوارزم شاہ" میں بہادری کے حوالے سے وہ یوں رقم طراز ہیں۔

"میں ٹھہرتے وقت کے جلال میں آتشی لاوے جیسی تیری جرآت مندی، ادراک کی پہنائیوں میں گرم سرابوں میں جیسی تیری شجاعت وقت کے دھندلکوں میں کف اڑاتی موجوں جیسی تیری دلیری اور سمندر کے غصیلے رقص جیسے تہور کو سلام کرتا ہوں۔"(19)

اسلم راہی نے تاریخی ناول لکھ کر مسلمانوں کو ان کے ماضی کی یاد دلائی۔اس کے علاوہ انہوں نے اپنے کرداروں کی اور خاص کر مسلمان کرداروں کی بہادری کے جو اوصاف بیان کیے ہیں وہ اردو کے اکثر و بیشتر ناول نگار نے بیان کیے ہیں۔

شک

دنیا میں ہر علم کی ابتدا شک سے ہوتی ہے۔سائنسدان جب تک مناسب ثبوت وشہادت فراہم نہ کرے مطمئن نہیں ہوتا۔ویسے تو ہر ایک شخص اپنے آپ کو ماہر نفسیات سمجھتا ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ اس کا علم قیاس، توہم نامکمل مشاہدہ، بے ترتیب مواد اور ناقص نتائج پر مشتمل ہوتا ہے۔مناسب ترتیب اور مشاہدہ ہی کسی علم کو سائنسی بناتی ہے۔نفسیات کا علم چونکہ ہماری زندگی سے متعلق ہے۔اس وجہ سے اس کا مواد بھی مختلف ذرائع سے ملتا ہے۔مثال کے طور پر بزرگوں، دوستوں، ہم پیشہ اور دیگر افراد کے تجربات میں کہاوتوں، پہیلیوں اور ضرب الامثال میں جو کہ وسیع پیمانے پر انسانی تجربات کا نچوڑ ہے اور یہ کہنا کہ ان کی بنیاد توہمات پر ہے۔سب سے بڑی غلطی ہے۔توہمات کا دخل ان میں کسی حد تک ضرور ہے اور وہ بھی اس لیے کہ ایک تلخ یا شیریں تجربہ سے کلیہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ہم روزمرہ زندگی میں ان کی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں اور جگہ جگہ ان کو استعمال کرتے ہیں۔ لیکن سائنسی بنیادی پر ان کی تشریح و توضیح مشکل ہے۔سانپ کا پکڑنا انتہائی مشکل کام ہے جس کے کاٹنے سے انسان زندگی سے بھی ہاتھ دھوتا ہے لیکن معاشرے میں سپیرا اور ناگن بغیر کسی سائنسی بنیاد کو اس کو پکڑتے ہیں اور زہریلے سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے ناگن اور سپیرے پر اس کا کچھ اثر بھی نہیں رہتا۔

اگر ہم ادب کے حوالے سے بھی بات کریں تو چونکہ ادب ہماری زندگی کا عکاس ہے۔لہذا ان کے اصناف یعنی ناول,ڈرامہ افسانہ وغیرہ ہماری زندگی کے بے شمار مسائل کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔اس طرح شاعری بھی ہمارے احساسات و جذبات کی ترجمان ہے۔لہذا اس سے بھی مواد حاصل کیا جا سکتا ہے۔لیکن مشکل یہ احساسات و جذبات ذاتی ہوتے ہیں اور زیادہ تر ان میں عمومیت نہیں پائی جاتی بلکہ اس میں تعصبات اور میلانات کا کافی داخل ہوتا ہے جو ان کو غیر سیاسی بنا دیتا ہے۔ان سب سے اس وقت فائدہ لیا جا سکتا ہے جب ان کو سائنسی بنیادوں پر قائم کیا جائے جو کہ مشکل امر ہے۔

شک ایک ایسا نفسیاتی پہلو ہے جس کو ہماری روزمرہ زندگی میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ ہم روزمرہ زندگی میں بہت سے امور اس کے ذریعے حل کرتے ہیں۔ مثلاً پولیس والے شک کی بنیاد پر بہت سے چوروں، لٹیروں، ڈاکوں اور قتل وغارت وغیرہ میں ملوث افراد کو پکڑتے ہیں اور جب ان سے تفتیش کی جاتی ہے تو یقینی طور پر وہ اس میں ملوث اور مطلوب بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح شک ایک بیماری بھی ہے جس میں مبتلا افراد کسی چیز پر بھی شک ہونے کی وجہ سے ڈرتے ہیں یا رات کی تاریکی وغیرہ میں کسی چیز کو ایسی شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے وہ گھبراہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ادب میں بھی اس نفسیاتی پہلو یعنی شک کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ شیکسپیئر کے ڈرامے ہیملٹ کو شک کی وجہ سے کافی مقبولیت حاصل ہوئی اور مصنف کو اس نفسیاتی پہلو کو اجاگر کرنے اور اپنی تحریر میں لانے پر سب متقدمین اور متاخرین نے داد دی ہے۔ اس طرح اردو ادب میں بھی بہت سے مقامات ایسے ہیں جس میں اس نفسیاتی پہلو کو بڑے واضح انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اسلم راہی کے تاریخی ناول بھی ایسے ہیں جن میں شک جیسی نفسیاتی پہلو کو بڑے مؤثر انداز میں مصنف نے برتنے کی کوشش کی ہے۔ چونکہ ان کی اکثر ناول تاریخی ہیں اور جنگ و جدل پر مشتمل ہیں اس لیے اس نفسیاتی پہلو کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ انہوں نے اس پہلو کو جابجا مختلف انداز میں سمونے کی کوشش کی ہے۔ کہیں کہیں یہ لفظ جنگ کی صورت میں کسی پر شک، کبھی اپنے دوستوں پر، کبھی اپنی دشمنوں پر اور جگہ جگہ یہ عام بول چال اور عام موضوع کا حصہ بھی بن گیا ہے۔ شک کے حوالے سے اسلم راہی کے ناول "ارطغرل غازی" سے ایک پیراگراف ملاحظہ ہو۔

> "اپنی نشست پر بیٹھتے ہوئے مسکرانے کے انداز میں سلیمان شاہ نے پوچھ لیا آج میرے بیٹے قائی خان کی بڑی تعریف ہو رہی ہے وہ ایک ہیرا تھا اس میں کوئی شک نہیں، پر آج وہ زیر موضوع کیوں ہے؟ لگتا ہے دونوں ماں بیٹی اس کے متعلق گفتگو کر رہی تھیں۔"(20)

مصنف کا کمال یہ ہے کہ ایک طرف تو جنگی صورتحال کو پیش کرتے ہیں اور ساتھ میں مسلمان کرداروں کی کی تعریف اور ان کی کارکردگی کو بھی سراہتے ہیں۔ دوسری طرف شک جیسی نفسیاتی پہلو کو بھی بڑے مؤثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جسے قاری پڑھ کر تجسس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مصنف کو داد دیے بغیر نہیں رہ پاتا۔ اس حوالے سے ان کی ناول "سندھ کا سورما" سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

> "عمیر بن نصر ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا پھر منگول مصنف کی طرف دیکھتے ہوئے وہ پوچھنے لگا، کیا میں اس قبرصی سے مقابلہ جیت چکا ہوں۔ جس پر منگول کہنے لگا یقیناً تو مقابلہ جیت چکا ہے۔ اس موقع پر عمیر بن نصر کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر تحکمانہ انداز میں کہنے لگا دیکھ قبرصی اپنی تلوار اٹھا ایک بار پھر میرے ساتھ مقابلہ کر اور اپنی قسمت آزما لے تاکہ مجھے کوئی شک تجھے کوئی شبہ نہ رہے"(21)

اسلم راہی نے بہت سے مقامات پر اس نفسیاتی پہلو کو بہت عام انداز میں استعمال کیا ہے مثلاً جب ناول "سکندر اعظم" میں کریٹیز اور سپہ دار آپس میں گفتگو کر رہے ہیں، تو اس حوالے سے اسلم راہی کا یہ طرز تحریر ملاحظہ ہو۔

> "اس میں کوئی شک نہیں تمہارے باپ کے ساتھ میری رقابت تھی اور ہر مہم، ہر کام میں وہ مجھے نیچا دکھایا کرتا تھا اسی بنا پر میں اسے ناپسند کرتا"(22)

اسلم راہی نے جتنے نفسیاتی پہلوؤں کو اپنی ناولوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ بڑی ذہانت کے مالک ہیں اور اپنی ذہانت کو بروئے کار لا کر مختلف کرداروں میں مختلف نفسیاتی پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ شک جیسی پہلو کو مختلف روپ میں مختلف اوقات میں اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ قاری تعجب کا شکار ہو کر ان کو داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ جنگ کے موقع پر شک جیسی نفسیاتی پہلو کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں۔

"لہذا اگر تمہیں اپنی کی تیغ زنی اپنی جرات مندی اور اپنی دلیری پر کسی قسم کا شک اور شبہ ہے تو تمہارا یہ چوب دار جو مجھے لے کر آیا ہے اسے کہو کہ جس وقت یہ مجھے اپنے ساتھ لے کر آیا میری تلوار، میری ڈھال، میری کمان، میرا ترکش جو اس وقت میرے پاس تھا وہ لے کر آئے پھر میں آپ کو اپنا رنگ دکھاتا ہوں"(23)

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ نفسیات کا علم چونکہ ہماری زندگی کے متعلق ہے اس لیے اسلم راہی نے اس کا مواد بھی ہمارے ارد گرد ماحول کے مختلف ذرائع سے حاصل کیا ہے اور ان کو ہمارے سامنے پیش کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔ اس حوالے سے وہ مکمل طور پر ایک ماہر نفسیات دکھائی دیتے ہیں اور اپنے تاریخی ناولوں میں نفسیات کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1) القرآن، سورہ زمر، پارہ
2) محمد اسماعیل البخاری، بخاری شریف، حدیث نمبر 6114، جلد نمبر 8، پبلشر زطوق النجات، ص 28
3) محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، کلیات اقبال، اسد نیئر پرنٹر، لاہور، سن اشاعت 2009ء، ص 481
4) ایضاً، ص 349
5) اسلم راہی، ایم اے، ارطغرل غازی، بلاول جاوید بٹ پریس، لاہور، سن اشاعت 2020ء، ص 23
6) ایضا، ص 27
7) اسلم راہی، ایم اے، سندھ کا سورما، نیر اسد پرنٹرز لاہور، سن اشاعت 1997ء، ص 193
8) ایضا، ص 243
9) اسلم راہی، ایم اے، اورنگزیب عالمگیر، عمار پبلیکیشنز، لاہور، سن اشاعت 2021
10) محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، کلیات اقبال، اسد نیئر پرنٹر، لاہور، سن اشاعت 2009ء، ص 146
11) سید عطاالرحیم، ڈاکٹر، تعارف نفسیات، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، س ن، ص 256
12) محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، کلیات اقبال، اسد نیئر پرنٹر، لاہور، سن اشاعت 2009ء، ص 286
13) ایضا، ص 351
14) اسلم راہی، ایم اے، سلطان شمس الدین التمش، عمار پبلیکیشنز، لاہور، سن اشاعت

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

2021ء، ص11

15)اسلم راہی، ایم اے، حیدر علی، عمار پبلیکیشنز، لاہور، سن اشاعت 2021ء، ص87

16)اسلم راہی، ایم اے، سلطان رکن الدین بیبرس، عمار پبلیکیشنز، لاہور، سن اشاعت 2021ء، ص55

17)اسلم راہی، ایم اے، طارق بنِ زیاد، مکتبہ القریش، لاہور، سنِ اشاعت، 2003ء، ص193

18)اسلم راہی، ایم اے، ناصر الدین محمود، مکتبہ القریش، لاہور، س ن، ص183

19)اسلم راہی، علاو الدین خوارزم شاہ، مکتبہ القریش، لاہور، سن اشاعت 2017ء، ص193

20)اسلم راہی، ایم اے، ارطغرل غازی، بلاول جاوید بٹ پریس، لاہور، سنِ اشاعت 2020ء، ص37

21)اسلم راہی، ایم اے، سندھ کا سورما، نیئر اسد پرنٹرز، لاہور، سن اشاعت 1997، ص319

22)اسلم راہی، ایم اے، سکندر اعظم، عمار پبلیکیسنز، لاہور، سن اشاعت 2016ء، ص12

23)اسلم راہی، ایم اے، ناصر الدین محمود، مکتبہ القریش، لاہور، س ن، ص14